B.A. Part-III -
Paper — VI -

مولانا الطاف حسین حالی کے احوال و کوائف پر ایک نظر

مولانا الطاف حسین حالی کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ضلع کرنال کے ایک مشہور علاقہ پانی پت میں ہوئی ۔ ان کا اصل نام خواجہ الطاف حسین اور تخلص حالی تھا ۔ بچپن میں ہی والد اور والدہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے ۔ والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا ۔ جب والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو بڑے بھائی نے اپنے بچوں کی طرح ان کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری نبھائی ۔ سترہ سال عمر ہوئی تو ماموں زاد بہن اسلام النساء سے ۱۸۵۴ء میں شادی کرادی گئی ۔ ذمہ داریوں کا بوجھ چونکہ اٹھانے کی عادت نہ تھی اس لیے گھر سے بھاگ کر دہلی کے مدرسہ میں پناہ لی ۔ جب گھر والوں کو اس بات کی خبر ملی تو بڑے بھائی امداد حسین خود انہیں لینے کے لئے دہلی چلے آئے ۔ اب نہ چاہتے ہوئے بھی گھر کی ذمہ داریاں اٹھانی پڑی ۔ اس لئے کلکٹر کے دفتر میں ۱۸۵۶ء میں ملازمت کرلی ۔ لیکن جب غدر ہوا تو انہیں پھر واپس گھر لوٹ جانا پڑا ۔ گھر جاکر تعلیم کے سلسلے کو قائم کیا ، لیکن اسے نامکمل چھوڑ کر کچھ مہینوں کے بعد پھر دہلی کا رخ کیا ۔ یہاں سے دہلی ادبی زندگی کا آغاز ہوا ۔ یہاں وہ ادبی محفلوں کی جان ہو گئے ۔ یہیں انکی ملاقات غالب سے بھی ہوئی ۔ یہیں ان کی ملاقات شیفتہ سے ہوئی اور بچوں کے اتالیق کی حیثیت سے ان کے ساتھ جہانگیر آباد چلے گئے ۔ حالی جب دہلی سے پانی پت آئے تو انہوں نے یہاں ایک لائبریری قائم کی ۔ پھر غالب کی وفات پر حالی لاہور چلے آئے ۔ یہاں گورنمنٹ بک ڈپو میں ملازمت کرلی ۔ لاہور میں محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر انجمن پنجاب کی بنیاد ڈالی ۔ جدید شاعری کی بنیاد ان کے ذریعہ عمل میں آئی ۔ چار سال تک لاہور میں قیام کے بعد دہلی واپس چلے گئے اور اینگلو عربک کالج میں معلم ہو گئے ۔ سر سید احمد خان سے ان کے مراسم یہیں قائم ہوئے ۔ حالی سر سید سے بہت متاثر تھے ۔ سر سید کی فرمائش پر ہی انہوں نے یہاں "مد و جزر اسلام" یعنی "مسدس حالی" لکھی ۔ جو انکی اہمیت اور قابلیت کا ایسا ثبوت سامنے آیا کہ مخالفین بھی حرز و کرنے لگے ۔

انکی تصنیفات میں :- تریاق مسموم، طبقات الارض، حیات سعدی، حیات جاوید، یادگار غالب، حب الوطن، برکھا رت، اور "مقدمہ شعر و شاعری" کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ "حیات سعدی" ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی تھی اور اس کا دیباچہ سوانح نگاری کے فن پر دستاویزی حیثیت رکھتی ہے۔ سعدی شاعر بھی اور ملک بھی روحانی پیشوا بھی تھے۔ یہ کتاب ان کے متعلق لکھی گئی ہے۔ حیات جاوید ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔ یہ سر سید احمد خان کی سوانح حیات ہے۔ "یادگار غالب" ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اسد اللہ خان غالب کی حالات زندگی بالتفصیل درج ہے۔ یہ تمام سوانح نگاری کی عمدہ اور شاہکار کتابیں ہیں۔ جن میں حالی کی زبان سادہ ہے۔ عبارت آرائی اور رنگینی سے پاک ہے۔ اس میں انگریزی الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔

الطاف حسین حالی بحیثیت شاعر بھی عظیم المرتبت اور کثیر الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی پہچان نظم گو شاعر سے بھی ہے۔ مگر ان کی غزلیں بھی لاجواب ہیں۔ انہوں نے مرثیہ میں بھی اپنا الگ انداز قائم کیا ہے۔ انہوں نے جدید نظم گوئی کی بنیاد ڈالی ہے۔ ان کی نظمیں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے "مدوجزر اسلام" جو "مسدس حالی" کے نام سے مشہور ہے ۱۸۷۹ء میں لکھی تھی۔ مناجات بیوہ ۱۸۸۶ء میں لکھی تھی۔ یہ بھی نہایت مشہور نظم ہے۔ مولانا حالی نیچرل شاعری کے علمبردار ہیں۔ یعنی وہ شاعری میں اخلاقی اور اصلاحی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ شعر میں جو کچھ کہا جائے وہ بالکل فطری ہو۔ وہ شاعری کی پرانی روایت سے اتفاق نہیں رکھتے تھے۔ جدید شاعری کی اولین دور تحریک کے وہ علمبردار بھی تھے۔ انہوں نے ایک ایسے نازک موڑ پر جب ہماری تہذیب و تمدن، ہماری زبان اور ہمارا ادب مشکل دور سے گزر رہا تھا۔ اس مشکل دور میں اپنی فکر سے جو سمت اور راہ اختیار کی، اس کی بدولت اردو ادب میں ایک نئی جان آگئی اور انہیں جدید شاعری کا پیامبر تصور کیا جانے لگا۔

الطاف حسین حالی بہت شریف اور منکسر المزاج انسان تھے۔ یہ انکساری ان کی نظم و نثر دونوں میں جھلکتی ہے۔ منکسر المزاجی اور احسان کے نیچے دب رہنے کی ان کی عادت کے تعلق سے کئی قصے کتابوں میں درج ہیں۔ کسی نے ان کی ذرا بھی مدد کر دی تو وہ تمام لوگوں کے سامنے بار بار اس قصے کو دہراتے اور احسان مندی کا حق ادا کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ لیکن ادب کے تعلق سے جو انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہ رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا۔ حالی کی نظم و نثر ان کی شخصیت اور سیرت کا آئینہ ہیں۔

انہوں نے آزاد نظمیں بھی لکھی ہیں جو نہایت دلکش اور قابل قدر ہیں۔ انہوں نے بچوں کے لئے درسی کتابیں مرتب کی ہیں۔ جو آج بھی شامل نصاب ہیں۔ انہوں نے انگریزی نظموں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ حالی اصلاحی ذہن رکھتے تھے۔ ان کی نثر ہو یا نظم ہر جگہ ان کا نقطۂ نظر کارفرما نظر آتا ہے۔ ان کا انداز نہایت ہی حکیمانہ ہے۔ ان کی فکر میں تخیل کا بڑا عمل دخل ہے۔ ان کا انتقال ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء میں پانی پت میں ہوا۔